معراج نبوی ﷺ ایک عظیم اور بے مثال معجزہ

تحریر: حافظ محمد عبدالاعلیٰ درانی، بریڈفورڈ

خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس سب انبیاء کرام علیہم السلام سے فضل و اعزاز میں برتر ہے۔ اسی طرح آپؐ کو عطا ہونے والے معجزات بھی حیرت افزا اور باعث یقین واذعان سب سے بڑھ کر تھے۔ منجملہ دیگر معجزات کے سفر معراج بھی سب سے زیادہ تفصیلی، حیرت ناک اور بے مثال تھا۔ معراج کا فائدہ بیان کرتے ہوئے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''تا کہ ہم اس کو اپنی کچھ نشانیاں دکھلائیں'' اور ان نشانیوں سے ان کے یقین واذعان میں پختگی پیدا کرنا مقصود تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کی یہی سنت بیان ہوئی [الانعام: ۷۵] اور موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تا کہ ہم تجھ کو بڑی نشانیاں دکھائیں [طٰہٰ: ۲۳] حق تعالیٰ اپنے انبیاء کو جو علم و بصیرت عطا کرتا ہے۔ عام لوگوں کی اس تک رسائی نہیں ہوتی۔ علم میں ایقان کا درجہ سب سے بلند ہوتا ہے اور ایقان میں انسان کی سمعی، ذہنی اور بصری ساری قوتیں مجتمع ہوتی ہیں۔ اس لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ انبیاء کو اپنی ملکوت کے براہ راست مشاہدے کراتا ہے۔ ایسے ہی آپ ﷺ کو آسمانوں پہ بلا کر حظیرۃ القدس کی نشانیاں دکھائیں۔

واقعہ معراج حضرت خدیجہؓ اور مشفق چچا جناب ابوطالب کی وفات کے بعد اور ہجرت سے کچھ ہی عرصہ قبل معراج ہوئی۔ یہ وہ دور تھا جب آنحضرت کیلئے کوئی ظاہری سہارا باقی نہ رہ گیا تھا۔ مکے میں آپؐ کا رہنا دوبھر ہو گیا تھا اور بیرون مکہ یعنی طائف کے سفر کا بھی کوئی فوری مثبت نتیجہ نہ نکلا۔ ان دلخراش حالات میں حق تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو معراج کرایا تا کہ آپؐ کے دل کو تسلی و تشفی رہے۔ کتب حدیث و سیرت میں اس واقعہ کی تفصیلات تقریباً ۲۵ متعدد صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں۔ ان میں سے مفصل ترین روایات حضرت انس بن مالکؓ، حضرت مالک بن صعصہؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت عمر، حضرت علی، سیدہ عائشہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت ابوسعید خدری اور متعدد دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس واقعہ کے بعض اجزا مروی ہیں۔

واقعہ معراج کی مختصر تفصیل

رسول پاک ﷺ کو جسم مبارک سمیت براق پر سوار کر کے حضرت جبریل علیہ السلام کی معیت میں خانہ

کعبہ سے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ آپؐ وہاں اترے اور انبیاء علیہم السلام کو دو رکعت نماز پڑھائی اور براق کو مسجد کے دروازے کے حلقے سے باندھ دیا تھا۔ اس کے بعد اسی رات آپؐ کو بیت المقدس سے آسمان دنیا تک پہنچا دیا گیا۔ جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ وہاں آپؐ کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے دعا و سلام ہوئی انہوں نے آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا۔ اللہ نے آپؐ کو آدم علیہ السلام کے دائیں جانب سعادت مندوں کی روحیں اور بائیں جانب بدبختوں کی روحیں دکھلائیں۔ پھر آپؐ کو دوسرے آسمان پر لے جایا گیا اور دروازہ کھلوایا گیا آپؐ نے وہاں حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات کی۔ دونوں نے سلام کا جواب دیا اور آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا اور مبارکباد دی۔ پھر آپؐ کو تیسرے آسمان پر لے جایا گیا وہاں آپؐ کی ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی۔ چوتھے پر حضرت ادریسؑ اور پانچویں پر حضرت ہارونؑ سے ملاقات ہوئی۔ ان سب نے آپؐ کو خوش آمدید کہا۔ آپؐ کی نبوت کا اقرار کیا اور مبارکباد دی۔

چھٹے آسمان پر آپؐ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے حسب سابق انہوں نے بھی آپ کو مرحبا کہا اور نبوت کا اقرار کیا۔ البتہ جب آپؐ وہاں سے بڑھنے لگے تو حضرت موسیٰؑ رو پڑے۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ انہوں نے سوچا کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے اور میری امت سے بہتر امت انہیں ملی۔ اس کے بعد آپؐ کو ساتویں آسمان پر لے جایا گیا۔ وہاں آپؐ کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ انہوں نے بھی مرحبا کہا اور اقرار نبوت کیا۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ پھر آپؐ کیلئے بیت المعمور کو ظاہر کیا گیا۔ پھر اللہ عزوجل کے دربار میں پیش کیا گیا۔ اس قدر زیادہ قرب نصیب ہوا کہ دو کمانوں کے قریب فاصلہ رہ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی جو فرمانی تھی اور دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔

اس کے بعد آپؐ واپس ہوئے تو حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا کہ حق تعالیٰ کی طرف سے کیا حکم ملا؟ آپؐ نے فرمایا: پچاس نمازیں، انہوں نے کہا آپ ﷺ کی امت اس بات کی طاقت نہیں رکھتی۔ اپنے رب کے پاس واپس جائیے اور تخفیف کا سوال کیجئے۔ آپؐ نے جبرئیلؑ کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا اگر آپ چاہیں تو جاسکتے ہیں۔ اس کے بعد جبرئیلؑ پھر آپ ﷺ کو دربار اقدس میں لے گئے۔ تخفیف کیلئے عرض کی تو بخاری کی روایت کے مطابق دس نمازیں اور بعض روایات کے مطابق پانچ نمازیں کم ہوگئیں۔ واپسی پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پھر وہی کہا۔ چنانچہ آنحضور ﷺ پھر واپس گئے اور دس مزید کم ہوگئیں۔ اس کے بعد کئی دفعہ آئے گئے یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔ اس کے بعد بھی موسیٰؑ کا مشورہ پہلے والا ہی تھا۔ لیکن

آنحضرت ﷺ نے فرمایا'' مجھے اپنے رب سے شرم محسوس ہوتی ہے۔ میں اسی پر راضی ہوں۔'' تو ندا آئی کہ میں نے اپنا فریضہ نافذ کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔ واقعہ معراج میں بعض چیزیں سامنے آتی ہیں۔

★ آنحضرت ﷺ نے اپنے رب کو اپنی ان آنکھوں کے ساتھ نہیں دیکھا۔

★ سورۃ النجم کے مطابق آنحضرت ﷺ نے حضرت جبریلؑ کو ان کی اصلی شکل میں دو دفعہ دیکھا۔ ایک مرتبہ زمین پر اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس (بخاری)

★ اس دفعہ بھی آپؐ کا سینہ مبارک شق کیا گیا تھا تاکہ انوار الٰہی کا تحمل کر سکیں۔

★ سفر معراج کے دوران بہت سی چیزیں دکھائی گئیں۔

★ آپؐ کے سامنے دو پیالے پیش کئے گئے ایک شراب کا اور ایک دودھ کا۔ آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا آپؐ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرت کا راستہ اختیار کیا ہے اگر خدانخواستہ دوسرا پیالہ اٹھالیتے تو آپ کی امت راستہ بھٹک جاتی۔

★ آپؐ کو جنت میں چار نہریں دکھائی گئیں دو ظاہری اور دو باطنی۔ ظاہری نہریں نیل وفرات تھیں۔ اس کا مطلب غالباً یہ ہے کہ آپؐ کی رسالت نیل وفرات کی شاداب وادیوں کو اپنا وطن بنائے گی۔ یہاں کے باشندے نسلاً بعد نسل مسلمان ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

★ آپؐ نے جہنم کے داروغہ کو دیکھا جس کا نام مالک ہے، وہ ہنستا تھا اور نہ ہی اس کے چہرے پر خوشی یا بشاشت تھی۔

★ آپؐ نے یتیموں کا مال ظلماً کھانے والوں کو دیکھا۔ ان کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں کی طرح تھے اور وہ اپنے منہ میں پتھر کے انگارے ٹھونس رہے تھے جو دوسری جانب ان کی مقعدوں سے نکل رہے تھے۔

★ آپؐ نے سود خوروں کو بھی دیکھا، ان کے پیٹ اتنے بڑے تھے کہ وہ اپنی جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتے تھے اور جب آل فرعون کو آگ پر پیش کرنے کیلئے لے جایا جاتا تو ان کے پاس سے گزرتے وقت انہیں روندتے ہوئے جاتے تھے۔

★ آپؐ نے زناکاروں کو بھی دیکھا ان کے سامنے تازہ اور فربہ گوشت تھا اور اسی کے ساتھ سڑا ہوا چھچھڑا بھی تھا۔ یہ لوگ تازہ اور فربہ گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا چھچھڑا کھا رہے ہیں۔

★ آپؐ نے ان زناکار عورتوں کو بھی دیکھا جو اپنے شوہروں پر دوسروں کی اولاد داخل کر دیتی ہیں۔ ان کے سینوں میں بڑے بڑے نیزے کانٹے چبھا کر انہیں آسمان وزمین کے درمیان لٹکا دیا گیا ہے۔

★ واپسی پر آپؐ نے اہل مکہ کا ایک قافلہ بھی دیکھا اور انہیں ان کا ایک بھاگا ہوا اونٹ بھی بتایا۔ ان کا پانی بھی پیا جو ایک ڈھکے ہوئے برتن میں رکھا تھا۔ اس وقت قافلہ محو آرام تھا پھر آپؐ نے اسی طرح برتن ڈھانک دیا اور یہ بات اگلی

صبح آپؐ کے دعویٰ کی صداقت کی ایک دلیل بھی ثابت ہوئی۔ (ابن ہشام)

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ صبح جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ان بڑی بڑی نشانیوں کی خبر دی جو حق تعالیٰ نے آپؐ کو دکھلائی تھیں تو قوم کی تکذیب اور اذیت و ضرر رسانی میں اور شدت آگئی۔ انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ بیت المقدس کی کیفیت بیان کریں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کیلئے بیت المقدس کو ظاہر فرما دیا اور وہ آپ کی نگاہوں کے سامنے آگیا۔ چنانچہ آپؐ نے قوم کو اس کی نشانیاں بتلانا شروع کر دیں اور ان سے کسی بات کی تردید نہ بن پڑی۔ لیکن اس سب کے باوجود ان کی نفرت میں اضافہ ہی ہوا اور ان ظالموں نے کفر کرتے ہوئے کچھ بھی ماننے سے انکار کر دیا (زاد المعاد) ابن ہشام کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کو اسی موقع پر صدیق کا لقب ملا کیونکہ آپؓ نے اس واقعے کی تصدیق کی جبکہ اور لوگوں نے تکذیب کی تھی۔

سورہ الاسراء کے اسرار

آپ دیکھتے ہیں کہ سورہ الاسراء کی صرف پہلی آیت میں اسراء کا مختصر سا بیان ہوا ہے اور اس کے بعد بنی اسرائیل کی تاریخ بیان کی جا رہی ہے۔ عام طور پر آدمی سوچتا ہے کہ شاید یہ بے جوڑ باتیں ہیں لیکن درحقیقت ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ اس اسلوب سے حق تعالیٰ شانہ اشارہ فرما رہے ہیں کہ اب یہود کو نوع انسانی کی قیادت سے معزول کیا جانے والا ہے۔ کیونکہ انہوں نے متعدد مرتبہ ایسے جرائم کا ارتکاب کیا ہے جن میں ملوث ہونے کے بعد انہیں اس رفیع الشان منصب پر باقی نہیں رکھا جا سکتا۔ لہٰذا اب یہ منصب محمد کریم ﷺ کو بخشا جا رہا ہے۔

★ سیدھا آسمان پر لے جانے کی بجائے براستہ بیت المقدس لے جانے میں بھی یہی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ دعوت ابراہیمی کے دونوں مراکز اب خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے حوالے کیے جا رہے ہیں۔ بالفاظ دیگر اب وقت آگیا ہے کہ روحانی قیادت ایک امت سے چھین کر دوسری امت کو منتقل کی جا رہی ہے ایک ایسے نالائق، بددیانت، مکار، قاتل، نافرمان، بدعہد، ظالم و مشرک، سنگدل و بے رحم صفات کے حامل گروہ سے چھین کر ایک ایسی امت کو عطا کر دی جائے جو خالص اللہ کی جماعت ہو، توحید کی علمبردار ہو، نہایت رقیق القلب، خدا پرست، دیانتدار، انسانیت کے شرف سے بہرہ ور ہو جس سے نیکیوں اور بھلائیوں کے سوتے پھوٹتے ہوں۔ جس کا نبی...... نبی رحمت......ہادی و بشیر اور سراج منیر ہو اور جس پر اترنے والی وحی قرآن جیسی شبنم و مشک بھری کتاب کی حامل ہو۔ گویا اب مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ دونوں گھروں کی امانت خائنوں اور بدعہدوں سے چھین کر خاتم النبیین محمد ﷺ کے حوالہ کی گئی ہے۔ اب یہی ان مقدس گھروں اور ان کے انوار و برکات کے وارث و محافظ اور امین ہوں گے اور ان کے قابضین مشرکین و

یہود عنقریب ان گھروں کی تولیت سے معزول کر دیئے جائیں گے۔ لیکن یہ قیادت کیسے منتقل کی جائے جبکہ اس امت کا رسول مکے کے پہاڑوں میں لوگوں کے درمیان ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہے؟ اس وقت یہ ایک سوال تھا جو ایک دوسری حقیقت سے پردہ اٹھا رہا تھا اور وہ حقیقت یہ تھی کہ اسلامی دعوت کا ایک دور اپنے خاتمے اور تکمیل کے قریب آ گیا ہے اور اب ایک دوسرا دور شروع ہونے والا ہے۔ جس کا دھارا پہلے سے مختلف ہوگا اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض آیات میں مشرکین کو کھلی وارننگ اور سخت دھمکی دی گئی ہے ﴿وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا﴾ ''اور جب ہم کسی بستی کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے خوشحال طبقے کو حکم دیتے ہیں مگر وہ کھلی خلاف ورزی کرتا ہے۔ پس اس بستی پر تباہی کا قول برحق ہو جاتا ہے اور ہم اسے کچل کر رکھ دیتے ہیں''۔ [بنی اسرائیل: ۱۶] قرآن کریم کے اس مقام کے علاوہ معراج کی چند کیفیات ستائیسویں پارے کی سورہ النجم میں بیان کی گئی ہیں۔ اس کی تفصیلات قرآن کریم میں نہیں ہیں صرف اشارات پر اکتفا کیا گیا ہے، پوری سورہ بنی اسرائیل واقعہ معراج ہی کو بیان کرتی ہے، اس کی تمام تعلیمات اور ہجرت کے اشارات، نبوت کی اہمیت اور اس منصب کے بارے میں کفار کے تمام دلشکن اعتراضات کا جواب القاء کر کے گویا نبیؐ کو پوری پوری تسلی دی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ آپؐ کے روشن مستقبل اور مدینہ میں عنقریب قائم ہونے والی اسلامی مملکت کیلئے نظام کی بنیادیں فراہم کی گئی ہیں۔

اب ایک اور نکتے کی وضاحت کہ اس امت کیلئے ان کے محبوب نبی کا یہ عظیم الشان معجزہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ یہ امت آخری امت ہے گویا قیامت تک کیلئے امامت الناس کے منصب پر فائز ہوگئی، دونوں قبلوں کی وارث قرار پائی، نعمائے جنت کی مستحق قرار دیدی گئی، مستقبل کی ساری تابناکیاں ان کے مقدر میں لکھ دی گئیں۔ پانچ نمازوں کے ذریعے پچاس نمازوں کے ثواب و اجر کی حقدار بن گئی۔ قرآن کریم جیسی لازوال کتاب کی حامل بن گئی اور......اور...... وہ سب کچھ جو خزانہ رب العالمین میں تھا وہ سارے کا سارا اس امت کی قسمت میں لکھ دیا گیا۔ اتنے محامد و فضائل جنہیں حیطہ شمار میں نہیں لایا جا سکتا وہ سب اس امت کا نصیب قرار پایا۔ اس عظیم نعمت و عظمت پر...... جو ہمیں رسول الثقلین ﷺ کی امت ہونے کے سبب نصیب ہوئی ہم اپنے رب کا قیامت تک شکر ادا نہیں کر سکتے جو کہ ادا کرنا واجب ہے۔ بقول اقبالؒ۔

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفےٰ سے مجھے   کہ بشریت کی زد میں ہے گردوں